رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ✲ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۷۴ | مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء | دوشنبہ | مطابق ۲۴ رجب ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے خطبہ جمعہ یکم اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کو مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نماز میں شریک تھے۔

گورنمنٹ کے خلاف عوام کو بھڑکانے اور بدظن کرنے کے لئے ان دنوں جو لوگ پھر رہے ہیں۔ انہیں سے چند ایک گذشتہ دنوں یہاں آئے۔ اور ہندوؤں وغیرہ میں ایک شخص مرزا ارشد بیگ کی صدارت میں گورنمنٹ کے خلاف لیکچر دیا۔ مکرم میر قاسم علی صاحب نے اسکے جواب میں تقریر کی۔ لیکن پھر ان کے مشورے اور لیکچر پوشیدہ طور پر ہوتے رہے۔ ان کے متعلق میر صاحب موصوف نے اپنے پبلک لیکچر کے سلسلہ میں خوب روشنی ڈالی۔

نظم

نفسِ امّارہ سے!

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

پھر وہی بات؟ او ناداں! یہ سیہ کاری کیوں؟
صُحبتِ قدس میں رہ کر یہ گنہ گاری کیوں؟

میں تو حیراں ہوں تجھے روز یہ ہوتا کیا ہے
جانتے بُوجھتے۔ افسوس ہے۔ مستاری کیوں

دیکھ تو اپنی طرف! اور یہ کرتوت بھی دیکھ!!
عزت وجاہ پہ منظور ہوئی خواری کیوں

ہے کہاں عزم ترا او درِ مہدی کے فقیر
چھوڑ بھی دے کہ بُری چیز سے ہو یاری کیوں

اپنا سر آپ ہی اُکھلی میں دیا جب تو نے
بُت کافر سے شکایاتِ ستمگاری کیوں

چھوڑ کر لعل و گہر پوت کے پیچھے پڑنا
اس حماقت پہ تجھے دعویٰ ہشیاری کیوں

چھوڑنا ہو جسے بس چھوڑ ہی دینا اس کو
بات ایمان کی ہے پھر یہ رواداری کیوں

کام کرنے کے بہت ہیں جو نہ کرنا ہو تو خیر
ہاتھ چلتے ہوں تو پھر شکوۂ بیکاری کیوں

جو جفا پیشہ ہوں اُلفت کے لئے نیشہ ہوں
ایسے لوگوں سے ہو اُمید وفاداری کیوں

اپنا گھر بار لُٹا کر ہوا دلدار کے ساتھ
ہو رہ عشق میں حائل ہمیں دشواری کیوں

عہد آغاز محبت میں بہت سادہ تھا
آگئی تجھ میں اب اے شوخ! یہ عیاری کیوں

بات کہنی ہے مگر کہنے سے ڈرتا بھی ہوں
تُو تو دلدار ہے پھر میری دل آزاری کیوں

حملہ کرتا ہے عدو تو مجھ سے کہنے دینگے
رُعب میں آئیگا یہ بندہ سرکاری کیوں

خون دل خون جگر سے ہیں اسے سینچا ہوا
سُوکھ جائے مجھے ایمان کی پھلواری کیوں

ہم اگر بندۂ حق ہیں تو ہمارا حق ہے
اس گھرانے سے چلی جائیگی سرداری کیوں

سر جھکے غیر کے آگے یہ تو ناممکن ہے
ایسی ذلت میں پڑیگا ترا درباری کیوں

جو گذرتی ہے گذرے سر پہ بلا سے ان کی
وہ بھلا آکے کرینگے مری غمخواری کیوں

ہوش باقی ہے رقیبوں کا گلہ ہوتا ہے
مستیٔ شوق میں یہ حسن خبر داری کیوں

پارسائی کا جوانی میں بھے دعویٰ تھا
اب بڑھاپے میں شب و روز یہ میخواری کیوں

آجکل شہر میں چرچا ہے کہ اکمل سا لبیب
بن رہا آپ ہی ہے مجرم اقراری کیوں

اخبار احمدیہ

مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے طلبا

۱۰ - اپریل ۱۹۲۱ء سے مدرسہ احمدیہ کے نئے سال کی پڑھائی شروع ہو جائیگی - احباب کو چاہیئے - کہ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس تاریخ سے قبل یہاں بھیجدیں - تاکہ وہ ابتدا سے پڑھائی میں شامل ہو سکیں - لڑکا کم از کم چوتھی پرائمری پاس ہونا چاہیئے۔
عبد الرحمٰن مصری - ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

تقریب ولادت

بابو نور محمد صاحب سب اور سیر سکریٹری انجمن احمدیہ پوڑانوالہ ضلع گوجرات کو خدا نے تیسرا لڑکا عنایت کیا - جس کا نام عبد الجبار رکھا گیا - خدا تعالٰے مولود مسعود کی عمر میں برکت دے - اس خوشی میں انھوں نے پانچ روپے غرباء کے نام اخبار جاری کرنے کے فنڈ میں بھیجے ہیں - مینجر الفضل۔

(۲) ۲۰ مارچ کو خدا تعالٰے کے فضل سے بابو فخر الدین صاحب ہیڈ کلرک چھاؤنی لاہور کے ہاں پانچواں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے محمد یوسف رکھا - احباب اسکی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرماویں ۔ بابو صاحب نے ایک روپیہ غریب فنڈ میں دیا۔

درخواست دعا

برادرم سید محمد صاحب ساکن عنیوانہ کے لئے احباب دعا فرماویں - کہ خدا تعالٰی انہیں دینی اور دنیاوی کامیابی عطا کرے ۔
نیازمند ابراہیم خان - جڑانوالہ

اعلان نکاح

میرے بھائی کے لڑکے میاں نظام الدین احمدی ولد میراں بخش احمدی سکنہ کھارا کا نکاح مسمات بھولی بنت رحمت علی سکنہ عمر پورہ ضلع ہوشیارپور سے ۳۲ روپیہ مہر پر ۱۸ مارچ کو پڑھا گیا ہے ۔ خاکسار امیر محمد محرر الفضل قادیان

نماز جنازہ

میرے سب سے بڑے بھائی میاں محمد یوسف صاحب جو ہمارے کنبہ میں سب سے پہلے احمدی تھے - ۳ مارچ ۱۹۲۱ء انتقال فرما گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - احباب سے استدعا ہے - کہ جنازہ غائب پڑھ دیں - خاکسار ڈاکٹر حشمت اللہ از قادیان

رپورٹ الفضل ماہ فروری و مارچ ۱۹۲۱ء

بوجوہات میں فروری کی رپورٹ نہ دے سکا - اب فروری مارچ کی رپورٹ ارسال ہے -

دو ماہ میں کل ۶۵ خریدار بڑھے - اور واپسی وی پی کی وجہ سے ۴۷ بند ہوئے - جنہیں سے کچھ جاری بھی ہو رہے ہیں -

بہر حال یہ رفتار بمقابلہ اخراجات کثیرہ بہت کم ہے مہربانی فرما کر اپنے الفضل کی توسیع اشاعت میں ساعی ہوں - مینجر الفضل قادیان -

اصلاح

الفضل کے نمبر ۶۶ میں جہاں کرتارپور کے گورو صاحب کا ورود قادیان میں کا ذکر ہے وہاں غلطی سے یہ لکھا گیا تھا کہ "اورنگ زیب کے وزیر چندو لعل کی شرارت کا ذکر آیا - جو اس نے دسویں گرو صاحب سے کی تھی" دسویں گرو کی بجائے پانچواں گرو سمجھنا چاہیئے ۔

احمدی مستورات لاہور کا جلسہ

چند دن ہوئے - مسجد احمدیہ لاہور میں احمدی عورتوں کا ایک جلسہ ہوا - ساٹھ پینسٹھ عورتیں شریک جلسہ ہوئیں - عورتوں کی مصروفیتوں کو دیکھا جائے تو یہ ایک بڑی تعداد تھی - مسجد میں پردہ کا کافی انتظام تھا - مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پردہ کے باہر کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ وعظ فرمایا - اور ان کو قومی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کی عورتیں وعظ سے بہت خوش ہوئیں - وعظ کے بعد میری بیوی اور اہلیہ پہلوان کریم بخش صاحب نے چندہ جمع کرنا شروع کیا - خدا کے فضل سے عورتوں نے بڑی خوشی سے چندہ دیا - تیس روپے چار آنہ اور ایک جوڑہ پہونچی نقرئی نقد وصول ہوئے - اور تیس روپے کے وعدے ہوئے جو قریباً وصول ہو چکے ہیں - بعض عورتوں نے ماہانہ چندہ بھی ادا کرنے کا وعدہ کیا -

لاہور میں یہ پہلا جلسہ تھا - جو عورتوں کے لئے خاص طور پر کیا گیا - انشاء اللہ تعالٰے آیندہ بھی ایسا انتظام کیا جایا کریگا کہ کبھی کبھی ان کا جلسہ ہوتا رہے - اس جلسہ کے بعد سے چند عورتیں جمعہ میں آنے لگیں - جن کے لئے مسجد کے ایک حصہ میں پردہ کر دیا جاتا ہے -

خاکسار عبد الحمید ریویو آڈیٹر - محاسب انجمن احمدیہ لاہور

احمدی مستورات گھسیانہ کا ماہواری چندہ

محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی کی سعی اور کوشش سے احمدی مستورات جھنگ گھسیانہ کی انجمن بنی ہوئی ہے - جو احمدی مستورات سے باقاعدہ ماہوار چندہ اشاعت اسلام کے لئے وصول کرتی ہے - اس انجمن نے حال میں مد ۱۳ روپے چندہ بھیجا ہے - دیگر مقامات کی احمدی مستورات کو بھی خدمت دین کے لئے اپنی ان بہنوں کی تقلید کرنی چاہیئے ۔

غریب فنڈ

غلام محمد صاحب باورچی قادیان بتقریب نکاح عہ -
غلام احمد صاحب وکیل پاکپتن بتقریب نکاح عہ -
محمد رشید خان صاحب سب پوسٹماسٹر دیوریا - لڑکے کی پیدائش پر عہ
ثناء اللہ صاحب پھلوری - ڈیرہ گوپی پور 〃 〃 عا
نور محمد صاحب سب اور سیر پوڑانوالہ 〃 〃 صہ
سیٹھ عبد العلیم الہ الدین صاحب سکندرآباد - اعانت صہ
بابو فخر الدین صاحب لاہور 〃 عہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۴ اپریل ۱۹۲۱ء

غیر احمدیوں کا جلسہ

گذشتہ پرچہ میں مخالف مولویوں کی بے ہودہ سرائیوں وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی تھی - اب بعض ایسی باتیں پیش کی جاتی ہیں - جن سے ان کی عبرتناک حالت ان کی حق کے مقابلہ میں ناکامی و نامرادی اور بعض دیگر امور کا ثبوت ملتا ہے ۔

ایک مولوی دوسرے کی مخالفت میں

غیر احمدی مولویوں کو اپنے خیالات میں ایک دوسرے کے ساتھ جس قدر اتفاق و اتحاد ہے - اس کا ثبوت تو آئے دن ملتا رہتا ہے - اسوقت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ وہ اپنے اختلاف اور انشقاق کو سینوں میں دبا کر ہمارے مقابلہ میں آئے تھے - اس وقت بھی وہ ایک دوسرے کے خلاف کہنے سے باز نہ رہے - چنانچہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اپنے لیکچر میں اسبات پر بہت ہی زور دیا - کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ ہی سب باتوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور کہا یہ مسئلہ اس جلسہ کی جان ہے - اور روزمرہ کے مباحثات کی جان ہے - پھر کہا - یہ مسئلہ بہت ہی ضروری ہے - اور فریقین (احمدی غیر احمدی) اسی کو سب سے اہم جانتے ہیں - لیکن اس کے خلاف مولوی دربھنگی نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا - اور بڑے زور سے کہا کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ محض دہوکہ ہے - تم جاہل لوگ ہو - تمہیں کوئی ادھر سے سناتا ہے - کوئی ادہر سے - کسی کی بات نہ مانو - اور اسی بات پر دیو بندی ندوی نے اور مولوی عبد الشکور نے جو آخری دن پہنچا تھا زور دیا - معلوم نہیں سننے والوں نے مولوی ابراہیم کو سچا سمجھا - یا دربھنگی وغیرہ کو - اور ثناء اللہ جو ہمیشہ حیات و وفات مسیح کو ایک جزوی بات قرار دیا کرتا ہے - اب کیا کیا کریگا - خصوصاً جبکہ ہمیں مباحثہ کا چیلنج بھی حیات و ممات مسیح پر ہی دیا تھا ؛

قادیان کا کٹھن سفر

ایک اور بات جو ان مولویوں کے منہ سے سُنی جاتی رہی - وہ یہ تھی کہ قادیان کا سفر بہت ہی کٹھن ہے - بڑی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے اور مرتے مرتے بچے ہیں - چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ راستہ میں دو دفعہ یکّہ کا دُہرا ٹوٹا - ایک حافظ صاحب مرتے مرتے بچے - یہاں آنے میں ہمیں بہت تکلیف ہوئی ہے - لیکن قادیان ہمیں کھینچ ہی لائی ہے - اسی طرح مولوی ابراہیم نے کہا - کہ قادیان کا سفر بڑا کڑا سفر ہے - اگر قادیان کا پیر نہیں ہوتا - اور پیری طرف اتنے لوگوں کا رجوع ہوتا جتنے لوگوں کا مرزا صاحب کی طرف ہے - تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قادیان سے بٹالہ تک پکی سڑک بنوا دیتا - اور گورنمنٹ کو کچھ نہ کہتا - میں تو اپنے ساتھیوں کو راستہ میں ہی کہتا آیا ہوں کہ مرزا صاحب نے قادیان میں پیدا ہو کر ہم لوگوں کو مصیبت میں ڈالدیا ہے اگر بٹالہ میں ہوتے تو آرام رہتا ؛

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کا پورا ہونا

مخالفین اور اشد ترین مخالفین کا یہ اعتراف کہ قادیان آنا خالہ جی کا گھر نہیں ایک طرف رکھو اور دوسری طرف ان بے شمار لوگوں کو جو سالہا سال سے قادیان آتے رہے - اور آرہے ہیں - رکھکر دیکھو کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی یاتون من کل فج عمیق کس شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے ؛

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی مخالفین نے پوری کی

پھر قادیان کے سفر کو کٹھن بتانے والے مولوی سوچیں کہ باوجود شدید مخالفت و بغض کے اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کرنیوالے ہوئے - اور آخران کو بھی یہاں آنا ہی پڑا - اور نہ صرف آنا پڑا - بلکہ اپنے منہ سے اقرار کیا کہ ہم باوجود جذبہ نفرت و حقارت اپنے سینوں میں رکھنے کے آئے اور ضرور آئے گویا اپنی زبان سے اپنے عمل سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہر لگا دی ؛

اسی سلسلہ میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کے ایک نئے معیار صداقت کا ذکر کیا جاتا ہے جو یہ ہے - کہ نبی کبھی گاؤں میں مبعوث نہیں ہوتا - بلکہ ضلع میں مبعوث ہوتا ہے - دیہاتیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ خوب یاد رکھو نبی جب آتا ہے تو ضلع میں آتا ہے -

حضرت مسیح موعود کی دعویٰ سے پہلی زندگی کے اعلیٰ ہونے کا اعتراف

ایک خاص بات جو ان مخالف مولویوں کے مونہ سے بے اختیار نکلتی رہی - وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زندگی کا پاک اور اعلیٰ ہونا تھا - چنانچہ مولوی ابو تراب عبد الحق نے اپنے لیکچر میں کہا کہ مرزا صاحب ایک بزرگ انسان تھے - ان کی پہلی زندگی بہت اچھی رہی - مگر ان کو غلطی لگ گئی کہ انہوں نے مجدد مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا - اگر اس غلطی سے رجوع کر لیتے تو ہم ان کو بزرگ مان لیتے - مولوی دربھنگی نے کہا کہ جب مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ نکلی - اسوقت میں طالب علم تھا - جب فارغ ہوا - تو میں نے ان کی کتابیں دیکھیں - اور مجھ کو ان سے حسن ظن ہو گیا - میں سمجھا یہ بہت بڑے آدمی ہیں - اور دین کی بڑی خدمت کرنیوالے ہیں - مگر جب دعویٰ کیا - تو میں ہٹ گیا ؛

اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے براہین کا ایک حوالہ پیش کرتے ہوئے کہا - اور نہایت صاف اور واضح الفاظ میں کہا کہ مرزا صاحب کی پہلی زندگی ہمارے اور تمہارے نزدیک بھلے اور بزرگ آدمیوں کی زندگی تھی - اسوقت کی باتیں سب کو مان لینی چاہیئے ؛

مخالفین کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلی زندگی کے پاک و صاف ہونے کی شہادتیں فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون کے معیار صداقت کے رُو سے آپ کے برگزیدہ خدا ہونے کا ایسا ثبوت ہے - جو مخالفین نے خود بہم پہنچایا ہے - کیا کوئی دانا اور عقلمند ہے - جو اس پر غور کر کے فائدہ اُٹھائے ؛

استخفاف شریعت اور مولوی -

حضرت مسیح موعود کے خلاف جن [illegible] اور دہوکہ دہیوں سے کام لیا گیا ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی ہے - حالانکہ حضرت مسیح موعود خود اس الزام کی بڑے زور سے تردید [illegible]

اگر ان لوگوں میں ذرا بھی دیانت کا مادہ ہوتا۔ تو کبھی اس بات کو پیش نہ کرتے۔ جس کی تردید کی جا چکی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح لکھتے ہیں:۔

"موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں۔ اور مفسد و مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح بن مریم کی عزت نہیں کرتا۔"

باوجود اسکے مولویوں نے عوام کالانعام کو دہوکہ میں ڈالنا چاہا۔ لیکن کیسی حیرت انگیز بات تھی کہ حضرت مسیح موعود پر الزام لگانے والوں کے مُنہ سے ایسے الفاظ نکل رہے تھے۔ جو سخت بیہودہ اور اسلام کی ہتک کرنیوالے تھے۔ چنانچہ دربھنگی مولوی جس نے سب سے زیادہ اس الزام پر زور دیا تھا۔ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ جو جنت میں داخل ہو جائے۔ وہ پھر اس سے نہیں نکلیگا۔ گویا حضرت عیسیٰ کو پارسل کر کے جنت بھیجدینگے۔ اور پھر نکلنے نہیں دینگے۔ اس قسم کا استخفاف شریعت بار بار کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک مولوی وعظ کہتا تھا تو دوسرا کہتا اجی یہ تو الہام ہے۔ وہ جواب دیتا۔ الہام کیوں نہ ہو۔ قادیان میں آیا ہوں۔ اسطرح پر وہ سلسلہ احمدیہ [illegible] کرتے تھے۔ لیکن نہیں سمجھتے تھے۔ کہ لفظ الہام پر تمسخر اڑا کر وہ اپنے نخل ایمان کو بیخ و بُن سے اکھاڑ رہے تھے [illegible] ان کی مثال اس مُلّا کی تھی۔ جس نے غصّے میں کہا تھا کہ تم مجھے عید کے دن روپے اور مقررہ غلّہ نہیں دیتے۔ تو کچھ پروا نہیں۔ میں بھی نماز بلا وضو ہی پڑھایا کروں گا۔ اور تمہیں بے ایمان کر کے ماروں گا۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے آیت لا تحسبن اللہ الخ کے متعلق کہا۔ خدا فرماتا ہے۔ ہم نبیوں سے جھوٹا وعدہ نہیں کرتے۔ اس آیت کو پڑھتے وقت ہم نہیں سمجھ سکتے تھے [illegible] یہ موٹا نون تقلیہ جڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور ابراہیم سیالکوٹی نے کہا۔ انا قتلنا۔ اس انا میں جو [illegible] رندوں لگایا گیا ہے۔ اسے دیکھئے۔

[illegible] دربھنگی کا حضرت عیسیٰ کو پارسل بنانا اور مولوی ثناء اللہ کا قرآن کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں اتنا موٹا نون جڑا ہے۔ یہ اسلام کی ہتک اور بے ادبی نہیں ہے [illegible] حضرت مسیح موعود پر جھوٹا الزام لگانیوالے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں۔

مولویوں کی حضرت عیسیٰ سے بے جا اُمیدیں

ایک اور بات جس پر مولوی انور شاہ دیوبندی۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ نے بہت زور دیا۔ وہ یہ تھی۔ کہ حضرت عیسیٰ جس وقت دوبارہ آئینگے اسوقت تمام مذاہب مٹا دینگے۔ اور صرف اسلام ہی باقی رہیگا دیگر مذاہب کا کوئی ایک شخص بھی باقی نہیں رہیگا یا تو وہ مسلمان ہو جائینگے یا قتل کر دئے جائینگے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے تو عجیب انداز سے ایک ڈنڈا فرمائشی طور پر مُہیا کر کے دونوں کندھوں پر رکھا اور اسکے سروں پر اپنے بازو رکھ لئے۔ اور ٹھمک ٹھمک کر سٹیج پر گھومتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

چار کتاباں عرشوں آیاں پنجواں آیا ڈنڈا

(تے) ڈنڈے باہجوں بھجدا ناہیں بے دینی دا اکھنڈا

اور کہا حضرت عیسیٰ اس کے مصداق ہونگے۔ ان کے پاس ڈنڈا ہو گا۔ جس کی وجہ سے یا تو سب مذاہب والے اسلام قبول کرینگے۔ یا قتل کر دئے جائینگے۔

ذرا یہ استخفاف شریعت ملاحظہ ہو کہ جس طرح پر انجیل توریت زبور۔ اور قرآن مجید عرش اعظم سے اُترے ہیں۔ اسی طرح ڈنڈے کا آنا بیان کیا۔ کیا ایک دیندار اور پھر مولوی جو اپنے آپ کو عماد الدین سمجھتا ہے۔ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جیسے قرآن مجید جبرئیل کی معرفت نازل ہوا۔ اسی طرح ڈنڈا عرش الہ العالمین سے اُترا۔

کیا حضرت عیسیٰ جبراً سب کو مسلمان بنائینگے

جن لوگوں کے یہ خیالات ہوں ان کی حالت پر جس قدر افسوس کیا جائے۔ کم ہے۔ یہ اتنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ قرآن میں جو لا اکراہ فی الدین کا ارشاد ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ آکر اس کو منسوخ کر دینگے۔ اور یہود و نصاریٰ و عیسائیوں کے متعلق جو یہ ارشاد ہے۔ اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیامۃ۔ قیامت تک ان کی عداوت اور دشمنی رہیگی۔ جس سے ثابت ہے کہ وہ قیامت تک رہینگے۔ اسکے خلاف کیونکر ان کو مٹا کر یا مسلمان بنا کر عیسائیت اور یہودیت کو دنیا سے محو کر دینگے۔

پھر ذرا یہ تو بتائیں کہ حضرت عیسیٰ نے پہلی دفعہ کیا کیا تھا۔ کہ اب اگر تمام لوگوں کو مسلمان بنالینگے۔

اگر کوئی انسان ذرا بھی عقل و فکر سے کام لیکر سوچے تو اسپر واضح ہو جائیگا۔ کہ اس قسم کے خیالات محض لغو اور بے ہودہ ہیں۔ لیکن کس قدر حیرت کی بات ہے۔ کہ ان باتوں کو مخالفین ہمارے مقابلہ میں پیش کرتے ہوئے ذرا نہیں شرمائے۔ بہر حال ہم خوش ہیں۔ کہ مولوی لوگ اپنے دلوں میں گورنمنٹ برطانیہ وغیرہ کی نسبت جو خیالات چھپائے ہوئے ہیں۔ اور جس طرح پر خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ انہیں حکام اور پولیس نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ بدر الاسلام میرٹھی نے کچھ کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ثناء اللہ نے اسکو اور بھی واضح کر دیا۔

پیسے بٹورنے کا طریق

جلسہ میں چندہ جمع کرنے کا بھی عجیب نظارہ تھا۔ لیکچر دیتے ہوئے ایک آدھ بات بیان کر کے کہا جاتا تھا کہ یہ ساری اسوقت بیان کی جائیگی جب کچھ دوگے۔ اور جب کوئی دینے پر آمادہ نہ ہوتا تو کئی قسم کی منتوں سماجتوں سے کام لیا جاتا۔ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ بھائیو! ہم سب اس جگہ اسی طرح جمع ہوئے ہیں جس طرح رسول کریمؐ نے ایک دفعہ صحابہ کو اپنے ولیمہ کے لئے جمع کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اپنا اپنا کھانا گھروں سے لے آؤ۔ اور اکٹھے مل کے کھا لو۔ میں بھی کہتا ہوں۔ جو کچھ لاتے ہو۔ پیش کر دو یہ ہم سب کا ولیمہ ہے۔ جو کچھ کسی کے پاس ہے یہاں رکھ دو۔

ایک دفعہ جب مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اپنے لیکچر میں سامعین سے کہا۔ میں نے بڑی محنت سے مار مار کے کھوئے کا پیڑا تیار کر کے دیا ہے۔ اس کی اچھی طرح قدر کرو۔ تو ایک شخص نے لیکچر روک کر کہا کہ میں اس پیڑے کی قیمت لینا چاہتا ہوں۔ مولوی ابراہیم نے کہا۔ میں نے پیڑا دیا ہے۔ میں ہی قیمت بھی لونگا۔ اور اعلان کر دیا کہ جو کچھ کوئی دے سکتا ہے دے۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے ایک دو بار لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ اگلی بات تب بتاؤں گا کہ کچھ کھلاؤ گے۔ اور دودھ پلاؤ گے ورنہ نہیں۔ اور جب کوئی دینے کے لئے تیار نہ ہوتا تو کہا جاتا۔ اچھا تم نہیں سننا چاہتے تو میں بھی نہیں سناتا۔ اِدھر اُدھر سے زور دیا جاتا۔ کہ کچھ دو۔ ورنہ مولوی صاحب لیکچر بند کر دینگے۔ جب کچھ روپے ہاتھ میں آجاتے۔ تو پھر

لیکچر شروع ہوتا۔ چندہ جمع کرنے کا تو یہ حال تھا۔ مگر اسکے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی کتابیں بیچنے کا یہاں تک خیال تھا کہ اپنے ہر لیکچر کے ابتداء اور اخیر میں یہ کہدیتا۔ کہ کتابیں میں ساتھ لایا ہوں۔ وہ مجھ سے مول لے لو۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے بھی شہادۃ القرآن کے متعلق سفارش کرائی کہ اسے خرید لو۔

بھابڑی کے مولوی میر محمدؐ نے اپنے لیکچر میں چندہ کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جلسہ کرنے والوں کے ذمہ بہت سا قرض ہو گیا ہے۔ اور بہت سا روپیہ قرض لیکر خرچ کیا گیا ہے۔ آپ لوگ انجمن کی مدد کریں۔ معلوم نہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن جو کچھ دیکھنے میں آیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کئی بوریاں آٹے کی اور دوسری چیزیں بھی بچ رہی ہیں۔ جو ان لوگوں کے کام آئینگی جن کے پاس ہیں۔

ایک دوسرے کو کافر قرار دینے والوں کا اجتماع

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ ہم سب علماء جنہیں اگرچہ اہلسنت الجماعت تو کافر کہتے ہیں۔ وہابی دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اور دیوبندی وہابیوں پر۔ مقلد غیر مقلدوں کو مسجدوں میں داخل نہیں ہونے دیتے اور غیر مقلد مقلدوں کو۔ اس طرح ہر فرقہ کے علماء دوسرے فرقہ کے علماء کو کافر کہتے ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کے مقابلہ میں سب متفق ہیں۔ اور سب ملکر ان کے خلاف کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں ہم لوگ کر رہے ہیں۔

مولویوں میں جوتی پیزار

اگرچہ ایک دوسرے کو کافر و مرتد قرار دینے والوں کا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اکٹھا ہونا الکفر ملۃ واحدۃ کے ماتحت کوئی عجیب بات نہ تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسی جگہ اور اسی موقع پر جہاں یہ دعویٰ کیا گیا اپنی قدرت کاملہ سے دکھا دیا کہ یہ لوگ تحسبہم جمیعاً وقلوبہم شتیٰ کے پورے پورے مصداق ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف وہ وہ حرکات کیں کہ جن کو دیکھ کر ہر ایک عقلمند اور شریف انسان انکی حالت پر افسوس اور ماتم کر رہا تھا۔

بوبڑی کی گت

۱۹ اپریل رات کو مولوی محمد علی بوبڑی نے لیکچر میں تہذیب و شرافت اور علم و فضل کا جو نمونہ ان لوگوں نے دکھایا۔ اسمیں سے کسی قدر ناظرین کی آگاہی کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بوبڑی صاحب نے عجیب و غریب انداز میں جب اپنے لیکچر کو بہت زیادہ لمبا کر دیا۔ تو ایک دوسرے مولوی نے جس کا اس کے بعد لیکچر تھا۔ اپنے آپ کو محروم رہتے دیکھ کر لیکچر بند کرانا چاہا بوبڑی صاحب کو کہا گیا کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے آپ لیکچر ختم کر دیں۔

بوبڑی مجھے یہاں کے پریزیڈنٹ اور سکرٹری نے وعظ کہنے کے لئے کہا ہے۔ میں ابھی ختم نہیں کر سکتا۔

سٹیج پر سے آوازیں۔ اب بھی سکرٹری اور پریزیڈنٹ ہی آپ کو روک رہے ہیں۔ آپ رک جائیں۔

بوبڑی۔ مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا ہے کہ رات کا وقت تمہارا ہے۔ اور تمہیں اختیار ہے کہ جتنی دیر چاہو بیان کرتے رہو۔ اسلئے میں بند نہیں کرونگا۔

روکنے والے۔ آپ کو جلسہ کے منتظم کہہ رہے ہیں۔ کہ آپ لیکچر بند کر دیں۔

بوبڑی۔ میں حضرت عیسیٰ کا حال بیان کر رہا تھا کیا وہ آپ لوگوں کو برا لگتا ہے۔ کہ روکتے ہو۔ اگر کسی کو برا لگتا ہے تو بتائے میں نے کیا غلطی کی ہے۔ اور سنو (یہ کہکر مولوی صاحب نے پھر اپنا لیکچر شروع کر دیا)

سامعین میں سے۔ مولوی صاحب۔ یہاں دور دور سے علماء آئے ہیں۔ اور ہم سب کا مزہ چکھنا چاہتے ہیں۔ آپ لیکچر ختم کر دیں۔

بوبڑی۔ علماء ہیں یا حبشی کہ آپ ان کا مزا چکھنا چاہتے ہیں۔ میں قرآن حدیث سنا رہا ہوں یہ کیوں نہیں سنتے۔ اس سے بڑھکر علماء اور کیا سنائینگے۔ ہاں سنو (لیکچر شروع)

سٹیج پر سے۔ مولوی صاحب۔ آپ کیوں وعظ بند نہیں کرتے۔ لوگ اٹھکر چلے جائینگے۔

بوبڑی۔ اگر لوگ چلے جائینگے تو چلے جائیں میں اکیلا ہی بیان کرتا رہونگا میں دوسرے واعظوں کی طرح نہیں۔ میں باسند واعظ ہوں۔ مجھے کون روک سکتا ہے۔ تو بھئی سنو (لیکچر شروع)

سٹیج پر سے۔ مولوی صاحب۔ آپکو بار بار کہا گیا ہے کہ آپکا وقت ختم ہو گیا آپ وعظ بند کریں آپ کیوں نہیں مانتے۔

بوبڑی میرا وقت نہیں ختم ہو سکتا۔ میں جتنی دیر چاہونگا بیان کرونگا۔ جاؤ مولوی ثناء اللہ سے پوچھ لو۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں یہ اگر کسی کو برا لگتا ہو تو بتائے کہ میں کیا غلطی کر رہا ہوں۔

سٹیج پر سے۔ مولوی صاحب۔ آپ بہت اچھا بیان کر رہے ہیں مگر اب بس کریں۔

بوبڑی جب میں اچھی باتیں بیان کر رہا ہوں تو پھر میں نہیں چھوڑونگا میں قرآن اور حدیث بیان کرتا رہونگا۔ اچھا بھئی سنو (وعظ شروع)

جب لوگ بوبڑی صاحب کو اسقدر کوشش کے باوجود بھی چپ نہ کرا سکے اور اُنہوں نے لیکچر دینا شروع رکھا تو مولوی نواب دین منٹگمری نے جس کا لیکچر بوبڑی کے بعد تھا۔ اور جو وقت نہ ملنے کی وجہ سے تلملا رہا تھا بیتاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا:۔

مولوی صاحب! مسلمانوں کے تمام کام وقت کی پابندی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی نماز، مسلمانوں کے روزے، مسلمانوں کا حج، مسلمانوں کی زکوٰۃ سب وقت کی پابندی سے ہوتی ہے پھر آپ کیوں وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ اور کیوں وعظ بند نہیں کرتے۔

بوبڑی۔ ہم کو مولوی ثناء اللہ نے وقت دیا ہے

نواب دین۔ آپکا وقت ختم ہے۔ بس کریں۔

بوبڑی۔ میں نہیں بس کرونگا۔ مولوی ثناء اللہ کو جا کر کہو۔

نواب دین۔ یہ مولوی ثناء اللہ کا جلسہ نہیں ہے۔ اس کا وقت ہے آپ وعظ بند کریں۔

سٹیج پر سے۔ مولوی صاحب! اب بس کریں۔

ممکن تھا کہ بوبڑی اب بھی کسی کی نہ سنتا اور اپنا وعظ جاری رکھتا لیکن معلوم ہوتا ہے ایک تنومند اور جنگجو (نواب دین) کو اپنے سامنے کھڑا آمادہ پیکار دیکھ کر اور ادھر اپنی پیری پر نظر کر کے بعد حسرت و یاس اسے یہ کہنا پڑا کہ اچھا اگر آپ لوگ قرآن اور حدیث نہیں سنتے تو میں جاتا ہوں۔

یہ کہکر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جلسہ سے چلا گیا۔ لیکچر روکنے والوں کے جواب میں بوبڑی کے بار بار مولوی ثناء اللہ کا نام لینے اور یہ کہنے سے کہ اس نے مجھے کہا جتنی دیر تمہاری مرضی ہو وعظ کرتے رہو ظاہر ہے کہ اس بیچارے کے ساتھ جو کچھ کرایا مولوی ثناء اللہ نے کرایا۔

اسکے بعد مولوی نواب دین نے لیکچر شروع کرتے ہوئے کہا ہم نے مولوی (بوبڑی) صاحب کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کیا۔ انکا وقت ختم ہو گیا تھا اسلئے ہم نے صرف ان کا لیکچر ختم کرایا ہے۔ کیونکہ سب کے لئے وقت ہے اور سب کو وقت ملنا چاہیئے۔ اور یہاں ایسے ایسے لوگ آئے ہوئے ہیں کہ ان کو صرف دیکھنے سے نجات ہو جاتی ہے۔

غالباً بوبڑی صاحب سے کوئی جھگڑا نہ کرنے سے مولوی نواب دین کی مراد یہ ہو گی کہ اس سے دست و گریبان نہیں ہوا جسکے لئے وہ بالکل تیار تھا ورنہ جو سلوک بوبڑی صاحب سے کیا گیا وہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا۔ اور امید ہے بوبڑی صاحب اسے کبھی نہ بھولینگے۔

ہا یہ کہ بوپڑی صاحب کا لیکچر اس لئے بند کر دیا گیا کہ ایسے لوگ آئے ہوئے تھے۔ جن کے دیکھنے سے ہی نجات ہو سکتی تھی۔ اور ان کو وقت دینا ضروری تھا اس کا مصداق غالباً مولوی نواب اپنے آپ کو ہی سمجھتا تھا۔ کیونکہ اسی نے وقت لیا۔ اس کے متعلق ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف دیکھنے سے کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ تو پھر اور کون ہے۔ جس کے دیکھنے سے نجات مل سکتی ہو۔ کیا ابوجہل۔ عتبہ شیبہ وغیرہ کفار نے رسول کریم کو نہیں دیکھا تھا۔ کیا ان کو مولوی نواب دین نجات یافتہ مانتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو اور کسی کے متعلق یا اپنے متعلق یہ کہنا کس قدر بے ہودگی اور بے شرمی کی بات ہے۔

نواب دین کا لیکچر

خیر خدا خدا کرکے جب مولوی نواب دین نے لیکچر شروع کیا۔ تو درمیان میں آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ "یہ جو کچھ کہتا ہے۔ جھوٹ ہے" "یہ غلط کہہ رہا ہے" "اس کو چپ کرا دو" مگر باوجود اس قسم کے آوازوں کے نواب دین نے اپنا لیکچر جاری رکھا۔ اور اسی نواب دین نے جس نے بوپڑی صاحب کا لیکچر بند کراتے وقت کہا تھا۔ کہ مسلمانوں کا ہر ایک کام وقت کی پابندی سے ہوتا ہے۔ اپنے لیکچر کو اس قدر طول دیا۔ کہ سامعین گھبرا گئے۔ کئی جلسہ گاہ میں ہی لمبی تان کر سو گئے۔ اور لیکچر بند کرنے کے لئے بار بار تقاضا ہونے لگا۔ مگر نواب دین نے کہدیا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ میں اپنا لیکچر ختم کرکے ہی چھوڑونگا۔ آخر جب لوگ سخت بد دل ہو گئے اور سننے سے انکار کرنے لگے۔ تو نواب دین نے یہ کہکر اپنا لیکچر ختم کیا۔ کہ یہ بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ کہ لوگ نہ سنیں اور میں سناتا جاؤں۔ اب چونکہ نہیں سننا چاہتے۔ اس لئے میں اپنا لیکچر بند کرتا ہوں اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ۱۹ کی رات کا جلسہ ختم ہوا۔ اور

میر محمد کا لیکچر

۲۰ کی رات کو جو کچھ ہوا۔ وہ اس سے بڑھ کر تھا۔ اس رات پہلا لیکچر میر محمد بھانبڑی والے کا تھا۔ دوران لیکچر میں کئی بار اسے ٹوکا گیا۔ آخر اس نے جھلا کر ایک شخص کو جو سٹیج پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور جس نے کسی غلطی پر اسے متنبہ کیا تھا کہا اگر تم کو میرا وعظ پسند نہیں۔ تو یہاں سے نکل جا دفع ہو جا۔ اس طرح کئی بار اسے کہنا پڑا۔ ادھر لوگوں نے اسے مجبور کرنا شروع کیا۔ کہ لیکچر ختم کرو۔ آخر بیچارے نے کہدیا۔ کہ مجھے اپنی بات تو ختم کر لینے دو۔ مجھ سے یہی سلوک کرنا تھا۔ تو کھڑا ہی کیوں کیا تھا۔ اور اس طرح ذلیل ہو کر اسے بیٹھنا پڑا۔

نواب دین کی گت

اس کے بعد وہی مولوی نواب دین اٹھا۔ جس نے پہلی رات بوپڑی صاحب کو نیچا دکھایا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کا شعر سے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولے سے گندوں کو
کبھی ضایع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

پڑھ کر لیکچر شروع کیا۔ لیکن پہلی رات جس طرح مولوی بوپڑی کو اس نے ذلیل کیا تھا۔ اسی طرح اس رات اس کو ذلیل ہونا پڑا۔ بات بات پر اسے ٹوکا اور روکا جانے لگا۔ غلط آیات پڑھنے پر تنبیہ ہونے لگی۔ بطرز راگ مثنوی کے اشعار پڑھنے پر لعنت برسنے لگی۔ ابتدا میں تو چند بار اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے تنبیہ کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس طرح ان سے پیچھا چھڑانا چاہا لیکن وہ کہاں چھوڑنے والے تھے۔ آخر ان کے بار بار ٹوکنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اپنے جوہر دکھانے لگ گیا۔ اس کیفیت کو بھی ہم اسی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ جس رنگ میں پہلے لکھ چکے ہیں۔

ایک آواز۔ مولوی صاحب قرآن بہت غلط پڑھتے ہیں

دوسری آواز۔ طعنہ کیوں دیتے ہو آرام سے بیٹھو

ایک اور آواز۔ ہم طعنہ نہیں دیتے۔ قرآن غلط نہیں پڑھنا چاہیئے۔ صحیح پڑھنا چاہیئے۔

نواب دین۔ غلطی بتلانے والے صاحب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چپ ہو جاؤ۔ لیکچر سنو (لیکچر شروع)

سٹیج پر سے۔ ایسے شخص کی باتیں نہ سنو۔ جو قرآن کی بے ادبی کر رہا ہے۔ شریعت کے خلاف کر رہا ہے۔

نواب دین۔ (مارنے کے لئے تیار ہو کر) پریذیڈنٹ صاحب مجھے اجازت ہے۔ میں اس کو چپ کراؤں۔ یہ کون الو کا پٹھا ہے۔ اسے کیوں کرسی پر بٹھا رکھا ہے۔ شریروں نے میرے خلاف شرارت کر رکھی ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اب اگر اس الو کے پٹھے نے شرارت کی۔ تو میں اٹھا کر سٹیج سے نیچے پھینک دونگا۔ میں اپنا لیکچر شروع کرتا ہوں (لیکچر شروع)

وہی شخص۔ یہ شعر پڑھتا ہے۔ اسے کیوں نہیں بٹھا دیتے۔

نواب دین۔ یہ الو کا پٹھا پھر بولا ہے مجھے انجمن والوں نے اور سارے علماء نے جو دور دور سے آئے ہیں۔ کہا ہے۔ کہ آپ شعر و اشعار پڑھیں۔ آپ کی آواز بہت اچھی ہے۔ اور میں لوگوں کی ضیافت طبع کے لئے اشعار پڑھتا ہوں۔ مگر یہ الو کا پٹھا کہتا ہے۔ کہ میں کیوں شعر پڑھتا ہوں۔ اسے کوئی کیوں یہاں سے اٹھا نہیں دیتا۔ اگر تم لوگ اٹھا نہیں سکتے۔ تو پولیس کو کہو۔

ایک شخص۔ (پولیس مین کو مخاطب کرکے) جمعدار صاحب! جمعدار صاحب!! اس کو یہاں سے اٹھا دو۔ اس کو نیچے اتار دو۔

دوسرا شخص۔ نہیں یہ اسی جگہ بیٹھینگے۔ ان کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

نواب دین۔ اگر اس جگہ بیٹھنا ہے۔ تو آرام سے لیکچر سنے۔ ورنہ میں اسے نیچے پھینک دونگا۔

یہ کہکر اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔

وہی شخص۔ سب گناہگار ہو رہے ہیں۔ جلدی اس کو بند کرو۔ ہٹا دو۔

نواب دین۔ (پھر مارنے کے لئے تیار ہو کر) کیا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں روکوں۔ (دوسروں نے مولوی نواب دین کو ہٹا دیا) دیکھو کیا غضب ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں وہابیت کا مرکز اول دیوبند ہے۔ وہاں کے مدرس اعلیٰ مولوی انور شاہ صاحب موجود ہیں اور

بھی بڑے بڑے عالم موجود ہیں۔ وہ نہیں روکتے۔ تو یہ اُلو کا پٹھا کون ہے۔ جو مجھے روکتا ہے۔ پہلے میں نے لیکچر کے لئے وقت مانگا تھا تو کہنے لگے۔ تم اسی علاقہ کے رہنے والے ہو۔ جو لوگ باہر سے آئے ہیں۔ ان کو بولنے دو۔ میں چپ ہو گیا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اپنے علاقہ میں نہ بولا تو کہاں بولوں گا۔ اسلئے پھر وقت مانگا۔ اور بڑی مشکل سے رات کا وقت ملا۔ مگر اب شریر لوگ مجھے لیکچر نہیں دینے دیتے۔ اور کہتے ہیں اشعار کیوں پڑھتے ہو۔ حالانکہ مجھے سارے علماء اور سب لوگوں نے کہا ہے کہ اشعار پڑھو۔ اگر میں ان کا انکار کرتا۔ تو گنہگار ہوتا۔ لیکن اب جو پڑھنے لگا۔ تو شریر شرارت کرتے ہیں اور انجمن والے بھی کہتے ہیں کہ ان کو روکنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ (لیکچر پھر شروع)

اسپر پھر شور ہؤا۔ اور نواب دین نے منتظمین کو کہا کہ کیا آپ لوگ اس کو نہیں روکینگے۔ میرا لیکچر بند کردو۔ ایک شخص بولا۔ اس آدمی کے حواس درست نہیں ہیں آپ کوئی پرواہ نہ کریں۔

نواب دین۔ اگر اسکے حواس درست نہیں ہیں تو اسکو سٹیج پر کرسی دے کر کیوں بٹھایا ہؤا ہے۔ کیا پاگلوں کو کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔

دوسرا شخص۔ مولوی صاحب آپ اس کی باتوں سے بُرا نہ منائیں اسکے حواس درست نہیں ہیں۔

نواب دین۔ اسکے حواس تو درست ہیں۔ آپ لوگوں نے شرارت کی ہوئی ہے۔ اور اب کہتے ہو یہ پاگل ہے۔ مگر یہ پاگل نہیں۔ میں ہی پاگل ہوں۔ جو اس قدر ذلت کے باوجود کھڑا ہوں۔ (یہ کہکر مولوی نواب دین بیٹھ گیا)

اسکے بعد گورداسپور کے ایک شخص نے وعظ شروع کیا۔ جو بےسُرا راگ اشعار بھی پڑھتا رہا۔ اور آیات بھی غلط۔ لیکن اس کو کسی نے نہ ٹوکا۔ اور وہ اطمینان کے ساتھ اپنا لیکچر ختم کر کے بیٹھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ بیچارہ نواب دین یہ کہنے میں حق بجانب تھا کہ میرے خلاف شرارت کی ہوئی ہے۔

احمدیت سے مرتد ہونیوالوں کی حقیقت

یہ رنگ برنگ مولویوں کا مجمع اور ان کے ساتھی جو بڑے [illegible] تھے سب سے زیادہ مشتاق پائے جاتے تھے۔ وہ یہ تھی کہ کہیں احمدیت سے مرتد ہونے والے کی نمائش کریں۔ اگرچہ الٰہی سلسلوں سے ارتداد کوئی نئی بات نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی ایسے لوگ پائے گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کو بھی پورا نہ ہونے دیا۔ بڑے بڑے فریبوں اور دھوکوں سے۔ بڑی عاجزی اور فروتنی سے درخواستیں کی گئیں۔ بڑی ہمدردی اور خیر خواہی جتائی گئی پہروں آنسو بہائے گئے۔ لیکن اس کا جو نتیجہ ہؤا وہ یہ تھا کہ اپنے ساتھ لئے ہوئے ایک ایسے شخص کو کھڑا کر سکے جس کا کام سوائے آوارہ گردی کے اور کچھ نہیں۔ اور جو اپنے [illegible] چلن کی وجہ سے پولیس کا خاص طور پر منظور نظر ہے۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا۔ پہلے میں یہاں آیا تھا کچھ دن رہا۔ اور پھر لاہوری پارٹی کے ہاں چلا گیا۔ اب وہاں سے بھی چلا آیا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مولوی ثناء اللہ نے اعلان کیا کہ چار پانچ اور آدمی ہیں۔ جو ابھی پیش کئے جائینگے۔ یہ کہکر [illegible] جب انکا شروع کیا تو کبھی ایسے کچھ کہا کبھی دوسرے سے۔ آخر اعلان کر دیا کہ وہ پیشاب کرنے چلے گئے ہیں۔ ابھی آتے ہیں تو پیش کئے جائینگے لیکن آخری وقت تک ان فرضی آدمیوں میں سے کوئی بھی نہ پیش کیا گیا۔ دوسرے دن ایک دیہاتی کھڑا کیا جو پہیہ ڈبی کا بیچنے والا تھا۔ اور جس کا جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ کبھی اُسنے چندہ دیا۔ نہ کسی اور کام میں حصہ لیا۔

یہ تھی ان لوگوں کی ساری کمائی۔ جو بڑے شور و شر کے ساتھ آئے تھے۔ اور یہ تھا ان جُبّہ پوشوں اور سبز عمامے والوں کا کارنامہ جو دور دراز سے آئے تھے کہ تین دن اور دو راتیں ہمارے خلاف چیخ چیخ کر گلا پھاڑتے اور فریب بازیاں کرتے [illegible] لیکن آخر نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ سنا ہے کہ مولوی لوگ اپنی خفت مٹانے کے لئے مشہور کرتے ہیں کہ ایک [illegible] آدمی اور بروایتے ۵۰۰ مرتد ہوئے ہیں۔ حالانکہ ایک شخص بھی ان مولویوں کے جلسہ کی وجہ سے سلسلہ احمدیت سے مرتد نہیں ہؤا۔ شاہ آباد ضلع کرنال کا فقیر محمد نامی تو خود بیان کرتا تھا کہ میں ایک جگہ جاتا نہیں۔ کچھ دن قادیان رہا۔ پھر لاہور پیغام بلڈنگس میں چلا گیا۔ اور دوسرا شخص مخبوط الحواس بدحواس تھا۔ وہ بھی پہلے ہی جماعت میں داخل نہ تھا۔ کاہنووان کا ایک طبیب بھی اُٹھا تھا۔ مگر اس نے یہ بیان کیا کہ میں کسی خانگی معاملہ میں برخاش ہونے پر کئی مہینوں سے الگ ہو چکا ہوں۔ احمدیت کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اس کے علاوہ ہرگز کوئی شخص پیش نہیں کیا گیا۔ اور محض جھوٹ اور سیاہ جھوٹ ہے کہ ۲۱ یا ۵۰ یا ۵۰۰ آدمی مرتد ہوُا۔

ان دنوں میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے

اسکے مقابلہ میں خداتعالیٰ کے فضل و رحم کے ماتحت ۱۸ مارچ سے ۲۱ مارچ تک ۲۱ آدمیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کے نام معہ مفصل پتہ کے درج کئے جاتے ہیں۔

۱۸ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء (۱) جان محمد صاحب ساکن بوریاں والی ضلع گوجرات (۲) شرف دین صاحب ساکن بوریانوالی۔ ضلع گوجرات

۱۹ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء (۳) میاں بانان صاحب (۴) میاں رلیا صاحب (۵) میاں اتنا صاحب ساکنان سکھوال۔ ضلع گورداسپور

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء (۶) الٰہی بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور (۷) میاں غلام محمد صاحب زاہد پور سکھوال ضلع گورداسپور (۸) میاں منظور حسین صاحب ساکن دیوال " "

۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء (۹) حشمت علی صاحب دسوہہ کیتھال ضلع ہوشیارپور (۱۰) میاں غلام محمد صاحب ساکن شکار۔ ضلع گورداسپور (۱۱) میاں عمردین صاحب [illegible] ستھیالہ۔ ضلع امرتسر (۱۲) میاں خدا بخش صاحب [illegible] ضلع گورداسپور (۱۳) میاں [illegible] صاحب [illegible] پنڈ بدیکی [illegible] ضلع گورداسپور (۱۴) میاں عبداللہ صاحب [illegible] " " (۱۵) میاں عبدالعزیز صاحب کشمیری [illegible] (۱۶) [illegible] امرتسر

۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء (۱۷) [illegible] ضلع گورداسپور (۱۸) محمد شفیع صاحب [illegible] ضلع گورداسپور (۱۹) [illegible] صاحب [illegible] " " (۲۰) کریم بخش صاحب [illegible] فتح " " (۲۱) [illegible] بخش صاحب ساکن [illegible] " " (۲۱) محمد بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں " "

(۲۳) میاں جھنڈو صاحب - ساکن تسکارہ - ضلع گورداسپور
(۲۴) میاں رحیم بخش صاحب - گلانوالی " "
(اس شخص نے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی - مگر پھر سُستی آگئی تھی - اب پھر تجدید بیعت کی ہے)

۲۳ مارچ ۱۹۲۱ء (۲۵) چوہدری گلاب صاحب ساکن حمزہ ضلع امرتسر
(۲۶) محمد شفیع صاحب نواں پنڈ جھیے والا ضلع گورداسپور
(۲۷) خیر الدین صاحب ساکن ننگل - ضلع گورداسپور -
(۲۸) عبد الخالق صاحب - کھاریاں ضلع گجرات -
(۲۹) جلال الدین صاحب افغان ساکن درگئی علاقہ خوست افغانستان

اسکے علاوہ قادیان کے بعض لوگ بھی بیعت کے لئے پیش ہوئے - جو خوش حیثیت ہیں - مگر حضور نے انکی بیعت ابھی قبول نہیں فرمائی - ان کے متعلق تحقیق ہو رہی ہے کہ مذہب کو حق مذہب سمجھ کر بیعت کرتے ہیں یا کسی دنیاوی غرض سے - ہمارے مخالف اس تعداد کو دیکھیں - اور بتائیں کہ ناکامی اور نامرادی کس کو ہوئی - اور خدا تعالیٰ کی تائید کس کے شامل حال رہی - ان بیعت کرنے والوں میں زیادہ تعداد قادیان کے اردگرد کے دیہات میں رہنے والے لوگوں کی ہے - جن کے لئے یہ جلسہ کیا گیا تھا - یہی ایک بات ایسی ہے کہ جس سے ہمارے مخالفین کی ناکامی اظہر من الشمس ہو رہی ہے - اور جلسہ کرنیوالے بھی اس کو خاص طور پر محسوس کر رہے ہیں اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف افواہیں مشہور کر رہے ہیں - اور پانچ سو تک بیعت فسخ کرنے والوں کے مختلف اعداد بتائے جا رہے ہیں - جو سراسر جھوٹ ہے بیعت فسخ کرنیوالوں کی حقیقت ہم اوپر بیان کر آئے ہیں - اور ان ایام میں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے غیر احمدیوں سے نکالکر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے - ان کے نام مع مفصل پتوں کے درج کر چکے ہیں - کوئی ہے جو ہمارے پیش کردہ اعداد کو جھٹلا سکے - اور جو اعداد مشہور کئے جا رہے ہیں - ان کا ثبوت پیش کر سکے - ہرگز نہیں

مولوی ثناء اللہ کا لیکچر

۲۱ مارچ - قبل اسکے مولوی ثناء اللہ جلسہ میں آئے - مکرم میر قاسم علی صاحب نے بذات خود اس کی جائے قیام پر جہاں دوسرے مولوی بھی موجود تھے - وہ اشتہارات اُسے دیئے جنمیں خاص طور سے اُسے مخاطب کیا گیا تھا - اور وہ بھی جنمیں سارے علماء مخاطب تھے - جلسہ میں آکر مولوی ثناء اللہ نے پہلے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے متعلق بیہودہ سرائی اور تلبیس سے کام لیا - اور محمدی بیگم کے متعلق کہا کہ تھوڑے ہی دن ہوئے - وہ امرتسر آکر ہمارے محلہ میں رہے تھے - اور مجھ کو بھی اس کی زیارت نصیب ہوئی تھی - اسکے دس بارہ بچے ہیں - وغیرہ وغیرہ ۔

ایک سو ۱۰۰ روپیہ انعام کا اشتہار

اور پھر کہا کہ اب میں ان اشتہارات کا جواب دیتا ہوں - جو مجھے پہنچے ہیں - پہلے میں ایک سو روپے والے اشتہار کو لیتا ہوں - اسمیں کہا گیا ہے - کہ توفی کے معنی بتاؤ - اور سو روپیہ انعام لو - میں اسکے لئے تیار ہوں مگر فیصلہ کی کیا صورت ہوگی - روپیہ کسی کے پاس امانت رکھ دو اور کوئی منصف مقرر کرلو - جو میرا بیان سنکر فیصلہ کرے جب کوئی منصف مقرر ہو جائیگا - اسوقت میں اپنا بیان دونگا - اسوقت اسکو چھوڑتا ہوں ۔

اس سو روپیہ والے اشتہار میں مولوی ثناء اللہ کو خاص طور پر نہیں بلکہ تمام علماء کو مخاطب کیا گیا تھا - لیکن اس نے چونکہ منصف وغیرہ کی تعیین کے متعلق جھگڑا ڈالکر وہ اپنی جان بچا سکتا تھا - اسلئے سب سے پہلے اس نے اسی کو لیا - اور منصف کے مقرر ہونے تک اس کو ملتوی کر دیا - حالانکہ منصف وغیرہ کی کوئی ضرورت نہ تھی جو مطالبہ کیا گیا تھا - اُسکو اگر پورا کر دیتا - اور جو ثبوت مانگا گیا تھا وہ بہم پہنچا دیتا - تو اسی وقت نقد بنقد روپیہ وصول کر سکتا تھا لیکن منصف کے تقرر کی آڑ لیکر اس نے اپنی جان بچائی - مذکورہ بالا اشتہار حسب ذیل تھا :-

لفظ توفّی کے لئے

ایک سو ۱۰۰ روپیہ انعام

تمام لوگوں پر واضح ہو کہ قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام رسول بنی اسرائیل بمطابق آیۃ فیہا تحیون و فیہا تموتون زمین پر ہی اپنی جسمانی زندگی کے دن بسر کر کے فوت ہو چکے ہیں لیکن باایںہمہ بعض علماء کو اثبات پر سخت غلو ہے - کہ عیسیٰ بن مریم فوت نہیں ہوا - بلکہ زندہ ہی آسمان کی طرف اُٹھایا گیا اور حیات جسمانی و دنیوی کے ساتھ آسمان پر موجود ہے - اور نہایت بے باکی اور شوخی کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ توفّی کا لفظ جو قرآن کریم میں مسیح کی نسبت آیا ہے - اس کے معنے وفات دینا نہیں - بلکہ پورا لینا ہے - یعنی یہ کہ روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا - مگر ایسے معنے کرنا ان کا سراسر افترا ہے - جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے - اور زبان عربی جاری ہوئی ہے - کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا - کہ توفّی کا لفظ کبھی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہے - بلکہ جہاں کہیں توفّی کے لفظ کو خدا تعالیٰ کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے - وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنے پر آیا ہے نہ کہ قبض جسم کے معنوں میں ۔

اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے - کہ کسی جگہ توفّی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی روح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو - وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنے میں بھی اطلاق پایا گیا ہے - یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے - تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو مبلغ

ایک سو ۱۰۰ روپیہ نقد انعام دونگا

کوئی ہے جو لفظ توفی کے معنے بجز قبض روح اور وفات کے قبض جسم ثابت کر کے انعام مذکورہ بالا حاصل کرے ۔

المشتہر

مسیح موعود کا ادنیٰ غلام خاکسار قاسم علی افسر تبلیغ
حلقہ قادیان ضلع گورداسپور

اس اشتہار میں کیسا صاف مطالبہ کیا گیا تھا - اگر اس کو پورا کرنے کی مولوی ثناء اللہ میں طاقت ہوتی تو وہ روپیہ کے سوال کو الگ رکھ کر عوام کے اطمینان

اور تسلی کے لئے ہی اس کا ثبوت ہم پہنچا دیتا۔ اور ثابت کرتا۔ کہ توفی کے معنے روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا ہیں۔ تاکہ حضرت عیسےٰ کے بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ ہونے کا ثبوت ملتا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ اور نہ وہ یا کوئی اور اب ایسا کر سکتا ہے۔ اگر کسی میں ہمت ہے۔ تو سامنے آئے۔ اور اس اشتہار کے مطالبہ کو پورا کرکے جہاں لوگوں پر یہ ثابت کرے کہ حضرت عیسیٰ کو جسم خاکی سمیت آسمان پر زندہ اُٹھا لیا گیا تھا۔ وہاں ایک سو روپیہ انعام بھی حاصل کرے ؛

دو سو روپیہ انعام کے اشتہار پر مولوی ثناء اللہ کی گھبراہٹ

اس اشتہار کے بعد مولوی ثناء اللہ نے کہا۔ اب میں دو سو روپیہ انعام والے اشتہار کو لیتا ہوں۔ روپیہ کسی معتبر آدمی کے پاس رکھ دو۔ اور میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ میں حضرت عیسٰی کو زندہ آسمان پر سمجھتا ہوں اور مرزا صاحب کو جھوٹا جانتا ہوں ؛

دو سو روپیہ مجسٹریٹ صاحب کے پاس رکھ دیا گیا۔

اس پر ہماری طرف سے کہا گیا کہ قسم کے جو الفاظ اشتہار میں ہیں۔ ان کے مطابق اور مندرجہ شرائط کے ماتحت آپ کو قسم کھانی ہے۔ یہ نہیں کہ الفاظ آپ کے ہوں۔ اور روپے ہم دیدیں یہ دو سو روپیہ ان الفاظ میں قسم کھانے پر دیا جائیگا۔ جو ہم نے پیش کئے ہیں ؛

مولوی ثناء اللہ۔ پہلے روپے کسی کے پاس رکھ دو تاکہ [illegible] (درجہ بدرجہ) کارروائی ہو ؛

میر قاسم علی صاحب۔ لو یہ دو سو (۲۰۰) روپے میں ڈپٹی صاحب کے پاس رکھتا ہوں۔ اشتہار کے مطابق قسم کھا کر لے لو ؛

یہ کہکر مکرم میر صاحب نے دو سو روپے جناب پنڈت ہری کرشن صاحب۔ ای۔ اے۔ سی مجسٹریٹ علاقہ کو جو کہ جلسہ میں موجود تھے۔ دیدئے ؛

ثناء اللہ۔ ڈپٹی صاحب آپ کے پاس دو سو روپے آگئے ہیں ؛

ڈپٹی صاحب۔ ہاں میرے پاس دو سو (۲۰۰) روپے آگئے ہیں

مطالبہ حلف پورا کرنے سے فرار

ثناء اللہ۔ یہ روپے میرے الفاظ سُنکر آپ کو دئے گئے ہیں۔ اور آپ تا فیصلہ ان روپوں کو واپس نہیں کر سکتے۔ میں جو لفظ عرض کر چکا ہوں۔ ان کے مطابق قسم کھا آیا ہوں۔

ڈپٹی صاحب کی طرف سے ایک سب انسپکٹر صاحب نے کہا۔ نہیں مولوی صاحب۔ آپ اشتہار کے مطابق قسم کھائیں۔ اور فیصلہ کی میعاد مقرر کریں ؛

ثناء اللہ۔ ابھی پانچ منٹ میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور میں قسم اپنی الفاظ میں کھاؤں گا۔ جو میں نے بیان کئے ہیں۔ اشتہار میں میری بیوی بچوں کو بھی لعنت میں شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ میرا عقیدہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ بیوی بچوں کا اس سے کیا تعلق؟ اپنے عقیدہ کا میں خود ذمہ وار ہوں۔ اچھا میں اپنے الفاظ میں جو سُنا چکا ہوں۔ قسم کھانے کے لئے تیار ہوں ؛

سب انسپکٹر صاحب۔ (سید دلاور علی شاہ) نہیں مولوی صاحب میں آپ کو اشتہار کی عبارت سُناتا ہوں۔ اس کے مطابق قسم کھائیں۔ اشتہار میں لکھا ہے کہ:۔

"ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو مبلغ دو صد (۲۰۰) روپیہ انعام محض اتنی سی بات کا بلا کسی شرط کے دیتے ہیں۔ کہ وہ مسجد میں کھڑے ہو کر ہمارے سامنے اپنے اس عقیدہ پر مندرجہ ذیل الفاظ پر قسم کھالیں اور انعام پالیں۔ قسم کھانے سے پیشتر ہم میں سے ایک شخص قرآن مجید سے صرف چند آیات معہ ترجمہ پڑھکر مولوی صاحب کو سنا دیگا جس کے بعد وہ یہ قسم کھائینگے"۔

آگے جو الفاظ ہیں۔ ان میں آپ کو قسم کھانی چاہیئے۔ تب دو سو روپیہ ملیگا ؛

ثناء اللہ۔ میں نے جو الفاظ بیان کئے ہیں۔ ان میں قسم کھا سکتا ہوں ؛

سب انسپکٹر صاحب۔ نہیں مولوی صاحب۔ اشتہار کے الفاظ میں قسم کھانے پر انعام رکھا گیا ہے ؛

ثناء اللہ۔ ان الفاظ پر میں قسم نہیں کھا سکتا ؛

سب انسپکٹر۔ تو روپے ہم واپس کرتے ہیں۔

اس پر ڈپٹی صاحب نے روپے میر قاسم علی صاحب کو واپس کر دئے۔ اور مولوی ثناء اللہ جو روپیہ نہ واپس کرنے کی بڑی تاکیدیں کرتا تھا۔ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا کہ کیوں واپس کرتے ہو۔ جس سے اس نے خود تسلیم کر لیا کہ چونکہ اس نے مطالبہ پورا نہیں کیا۔ اسلئے روپیہ لینے کا اسے کوئی حق نہیں ہے ؛

کیا ثناء اللہ نے قسم کھالی

روپیہ واپس ہو جانے پر جب لوگوں میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ اور سب کسمپرسی کرتے ہوئے ثناء اللہ کی طرف دیکھنے لگے۔ تو اس نے مولوی ابراہیم کی بار بار تحریک سے اپنے منگھڑت الفاظ میں حلف اٹھائی۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت عیسٰی زندہ آسمان پر ہیں۔ اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔

اس حلف میں اور اُس حلف میں جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مولوی ثناء اللہ کا صرف اپنا عقیدہ ہی دریافت نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ بتانا تو یہ تھا کہ مسیح بن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری اُٹھایا جانا اور اب تک زندہ رہنا قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ثناء اللہ نے جو قسم اٹھائی اس قسم کی حلفوں کے متعلق تو خود مولوی ثناء اللہ کا بیان ہے کہ:۔ "حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے"۔ (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء)

پس اس قسم کی حلف مطلوبہ حلف کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ گو ہم اُمید رکھتے ہیں کہ یہ قسم بھی جو مولوی ثناء اللہ نے کھا کر پبلک کو دھوکہ دینا چاہا یا کم از کم پیچھا چھڑایا اپنے نتائج دیگی۔ اگر مولوی ثناء اللہ میں جرأت اور ہمت تھی۔ تو کیوں اس نے وہ حلف نہ اٹھائی جو اس کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ اور کیوں دو سو (۲۰۰) روپیہ نقد وصول نہ کر لیا۔ اسکے مقابلہ میں ہم نے اسی اشتہار میں حضرت مسیح موعود کی صداقت اور حضرت عیسٰی کی وفات پانے کے متعلق انہی الفاظ میں جو مولوی ثناء اللہ کے سامنے پیش کئے گئے تھے حلف اٹھائی ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ کو بھی اپنے عقیدہ پر دل سے ایمان ہوتا تو وہ کیوں نہ اسطرح حلف اٹھاتا۔ جو کچھ وہ اپنے بیوی بچوں کے متعلق بیان کرتا تھا وہ ہم بھی کہہ سکتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم نے بلا مطالبہ حلف اٹھائی اور اس نے انکار کیا صاف ظاہر ہے کہ اسے ایمان نہیں اور نہیں ایمان ہے ؛

ذیل میں ہم وہ اشتہار درج کرتے ہیں جسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کو دو سو روپیہ انعام پیش کرکے حلف کا مطالبہ کیا گیا تھا اور خود حلف اٹھائی گئی تھی

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے دو سو روپیہ انعام

ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اہلحدیث مفسر قرآن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ناصری حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا نے بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا جواب تک آسمان پر بجسم خاکی زندہ ہے۔ اور آخری زمانہ میں وہ آسمان سے دنیا میں آئے گا۔ اسوقت تمام یہود و نصاریٰ اس کو اللہ کا رسول مان لیں گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ مولوی صاحب نے اپنی تفسیر ثنائی جلد دوم کے حاشیہ نمبر ۱۴ اور صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے۔ اس لئے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو مبلغ دو صد روپیہ انعام محض اتنی بات کا بلا کسی شرط کے دیتے ہیں۔ کہ وہ مسجد میں کھڑے ہو کر ہمارے سامنے اپنے اس عقیدہ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں قسم کھالیں۔ اور انعام پائیں۔ قسم کھانے سے پیشتر ہم میں سے ایک شخص قرآن مجید سے صرف چند آیات مع ترجمہ پڑھ کر مولوی صاحب کو سنا دیگا۔ جس کے بعد وہ یہ قسم کھائینگے:

"میں خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی ذات واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میرا ایمان اور دلی یقین ہے۔ کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی رسول کو اسی خاکی جسم کے ساتھ خدا تعالےٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود ہے اور وہی آخری زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور یہ سب امور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ اگر میرا یہ عقیدہ خلاف قرآن مجید ہے۔ اور حضرت عیسےٰ ابن مریم زندہ آسمان میں نہیں۔ بلکہ فوت شدہ ہیں تو خدا تعالےٰ کا غضب اور لعنت مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر نازل ہو تا دوسرے لوگوں کیلئے باعث عبرت ہو۔ اے خدا تو اپنے بندوں کو حق پر آگاہ کرنے کیلئے ایسا ہی کر۔" اَللّٰھُمَّ آمین

دیکھو کتنی معمولی بات ہے۔ کہ ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ مسیح زندہ ہو کر آسمان پر ہے۔ پھر آئیگا۔ اس پر اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ اگر واقعی تیرا یہ ایمان ہے۔ تو اس اعتقاد کو قسم کھا کر بیان کردے۔ اور دو سو روپیہ اسکے رائج الوقت انعام لے لے۔ اگر وہ اس پر قسم نہ کھائے تو اے عقلمند انسانو! خدا سے ڈر کر سچ کہو۔ کہ اس کو کیا سمجھا جائیگا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ وہ اس عقیدہ کے بیان کرنے میں منافق ہے۔ دل میں اس کے یہ ایمان اور یقین نہیں جبھی تو وہ جھوٹی قسم کھانے سے کانپتا اور اس کا دل اس کو ملامت کرتا ہے۔ پس اگر امرت سری فاضل اس پر قسم نہ کھائے تو خوب جان لو کہ وہ یقیناً اس عقیدہ کے زبان سے کہنے کا مدعی ہے۔ اور دل سے اس کا منکر۔ جس کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قسم نہ کھائیں۔ تو ان دیگر نووارد مولوی صاحبان میں سے ہی جو مندرجہ بالا قسم کھا لیں۔ ان کو بھی ۱۰ اور ۱۵ اور ۲۰ اور ۲۵ روپیہ ان کی عدوانہ حیثیت کے مطابق انعام مل سکتا ہے۔ مگر دو صد روپیہ خاص فاضل امرت سری کیلئے ہی مقرر ہے۔ اور انعامی رقم قسم کھانے سے پیشتر وہ اپنی تسلی کیلئے کسی معتبر شخص کے پاس ہم سے جمع کرالیں۔ اور لیجئے۔ ہم بلا کسی انعام کے اپنے عقیدہ پر پہلے حلف اٹھاتے ہیں۔ اور ایک پیسہ نہیں لیتے سنئے۔ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ مسیح اسرائیلی دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح آچکا جو مرزا غلام احمد قادیانی (الف الف علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھا۔ اور یہ سب کچھ قرآن مجید اور احادیث صحیح اور خدا تعالےٰ کی تازہ وحی سے ثابت ہے۔ اور ہمارا یہی ایمان اور یقین ہے۔ اگر ہم نے اس میں جھوٹ کہا ہے۔ یا اصل حقیقت کو دل میں چھپا لیا ہے۔ تو خدا تعالےٰ ہم کو اور ہمارے بیوی بچوں کو لعنۃ اللہ علے الکاذبین کے نیچے مورد عذاب کرے۔ آمین:

الداعی الی الخیر ـــــــــ سایر

مسیح موعودؑ کا ادنیٰ خادم خاکسار قاسم علی افسر تبلیغ قادیان
ضلع گورداسپور

پچاس روپے والا اشتہار

مذکورہ بالا اشتہار پر جب مولوی ثناء اللہ کو سخت ذلیل اور رسوا ہونا پڑا۔ تو باقی اشتہارات کو چھوڑ کر لیکچر شروع کر دیا۔ اس پر کہا گیا۔ کہ مولوی صاحب پچاس روپے انعام والا اشتہار رہ گیا تھا۔ اس کے متعلق تو آپ نے کل بھی اعلان کیا تھا۔ کہ سوچ کر جواب دونگا اس کا جواب دیجئے۔

ثناء اللہ نے کہا۔ روپیہ داخل کیجئے۔ مکرم میر قاسم علی صاحب نے جھٹ روپے ڈپٹی صاحب کے ہاتھ میں دیدئے لیکن ثناء اللہ نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ اور لیکچر شروع کر دیا۔ لیکچر کیا تھا۔ ثناء اللہ کی حواس باختگی کا پورا پورا مرقع تھا۔ کبھی آپ فرماتے۔ میں انور شاہ صاحب دیوبندی کے لیکچر پر مرزا صاحب کے دستخط کراتا ہوں۔ کبھی آپ پنجابی کا وہ شعر پڑھتے۔ جو کسی دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ کہ آسمان سے چار کتابوں کے ساتھ پانچواں ڈنڈا بھی اترا ہے۔ مرزا صاحب کے پاس چونکہ ڈنڈا نہیں تھا۔ اس لئے ہم ان کو نہیں مان سکتے حضرت عیسیٰ ڈنڈا لے کر آئیں گے۔ اور سب لوگ ان کو مان لینگے۔ کبھی اپنی حالت زار پر آنسو بہانا شروع کر دیتا۔ کہ ہم سے تو پہلے ہی آسمان بگڑا ہوا تھا۔ مرزا صاحب آئے تو ہم لوگ پہلے سے بھی زیادہ گہرے ذلت کے گڑھے میں گر گئے۔

پھر یاددہانی

غرض اسی طرح کی اُکھڑی اُکھڑی باتیں کہتے ہوئے۔ جب مولوی ثناء اللہ نے اعلان کر دیا۔ کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں۔ تو اس پر ہماری طرف سے پھر کہا گیا۔ کہ مولوی صاحب پچاس روپے والا اشتہار رہ گیا۔ روپیہ دیر سے ڈپٹی صاحب کے ہاتھ میں دیئے جا چکے ہیں۔

ثناء اللہ۔ اس کا جواب تمہارے وطنی مولوی ابراہیم صاحب دینگے

ابراہیم سیالکوٹی اور انعامی اشتہار

یہ کہہ کر مولوی ثناء اللہ تو بیٹھ گیا۔ اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی کھڑا ہوا۔ لیکن پچاس روپے والے اشتہار کے متعلق کچھ کہنے کی بجائے پھر اس نے دو سو روپے کا ذکر چھیڑ دیا۔ اور کہا یہ کہتے ہیں۔ ہم قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن قسم میں یہ شرط لگانی کہ بیوی بچوں پر لعنت آئے۔ یہ ضروری نہیں۔ آزمائش تو یہ کرنی ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا عقیدہ کیا ہے۔ اس کے متعلق

قسم بھی ہو۔ تو تمہاری بیوی بچوں کو کیوں ساتھ رکھا جاتا ہے
مرزا صاحب نے ایک مباہلہ میں بیوی بچوں کو ساتھ نہیں رکھا
اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر نہ رکھا جائے۔ تو بھی جائز ہے
پس اب مولوی صاحب پر اسبات کا کیوں زور دیا جاتا ہے۔
پھر عذاب کیوں رکھا جاتا ہے۔ اس کو دور کرو۔ اور
اگر دور نہیں کرتے۔ تو پھر مقرر کر دو کہ کونسا عذاب آئیگا
میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ بشرطیکہ عذاب کی تعیین
کر دی جائے۔ یا عذاب کی قید اُٹھا دی جائے۔ اور یہ بتا دیا
جائے۔ کہ قسم کھانے پر مجھے کیا دیا جائیگا ۔

میر قاسم علی صاحب۔ کیا میرے جواب کا انتظار ہے
میں جواب دُوں ۔

ابراہیم۔ اگر ڈپٹی صاحب اجازت دیتے ہیں تو جواب دیں
میر قاسم علی صاحب۔ ڈپٹی صاحب سے میں نے اجازت
لے لی ہے ۔

ابراہیم۔ پھر بتاؤ مجھے کیا دو گے؟ اگر میں قسم کھاؤں
میر قاسم علی صاحب۔ آپ اشتہار پڑھ کر دیکھ لیں۔
مولوی ثناء اللہ کے سوا باقی مولویوں کے لئے چار گریڈ
۲۰۰ ۔ ۵۰ ۔ ۲۰ ۔ ۲۵ مقرر ہیں۔ ان میں سے
جس کے آپ مستحق ہونگے وہ دیا جائیگا۔ آپ کو زیادہ
سے زیادہ ہم ۵۰ روپے دے سکتے ہیں۔

ابراہیم۔ ہم (ابراہیم اور ثناء اللہ) میں آج تک کسی
نے دوئی نہیں ڈالی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے
شہروں۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ مدراس۔ بمبئی۔ کلکتہ میں جہاں جہاں
بھی ہم گئے ہیں۔ لوگ اسی بات پر جھگڑتے رہے ہیں۔ کہ
ثناء اللہ کون ہے اور ابراہیم کون؟ یہاں بھی لوگ
یہی کہتے ہیں۔ پھر یہاں ہم میں دوئی نہ ڈالو ۔

میر قاسم علی صاحب۔ آپ کے لئے تو ۲۵ روپے ہی
مقرر ہیں۔ وہی آپ کو دئے جا سکتے ہیں ۔

ابراہیم۔ مولوی ثناء اللہ کو دو سو اور مجھے پچیس
اتنا بڑا فرق۔ کچھ تو خیال کرو۔ میرے لئے بہت تھوڑی
رقم ہے ۔

میر قاسم علی صاحب۔ اس حلف کے متعلق تو آپ کو پچیس
روپے ہی ملینگے۔ باقی ایک سو روپیہ کا اشتہار ہے۔ ایک
پچاس روپے کا ہے۔ ان کے مطالبات پورے کرکے
وہ ڈیڑھ سو بھی وصول کر لو۔ اس طرح دو سو کے قریب
قریب تمہاری رقم بھی ہو جائیگی ۔

ابراہیم۔ عذاب کی شرط کو دور کر دو۔ تو قسم کھاؤں گا۔
(یہ لوگ اگر سچے تھے۔ تو قسم کے ساتھ عذاب کو لازم
ملزوم کیوں سمجھ رہے تھے۔ ان کی باتوں سے صاف دکھائی
دے رہا تھا کہ ایسا سمجھتے ہیں کہ ادھر قسم کھائی اور ادھر عذاب
آیا۔ حالانکہ عذاب تو جھوٹے کے لئے ہے)

میر قاسم علی صاحب۔ یہ عذاب ہی تو ہے۔ جس کیلئے
ہم روپیہ دے رہے ہیں۔ یہ دور نہیں ہو سکتا۔ یہ سنکر
مولوی ابراہیم بیٹھ گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ کھڑا ہوا ۔

ثناء اللہ۔ یہ عذاب مقرر نہیں کرتے۔ پھر ہم قسم کس طرح
کھائیں۔ کل کسی کی آنکھیں دکھیں۔ تب چڑھ گیا۔ کسی پر
دیوار گر گئی مر گیا تو یہ کہدینگے۔ عذاب آگیا۔ اسلئے
ضروری ہے۔ کہ عذاب کی تعیین کر دیں ۔

میر قاسم علی صاحب۔ مولوی صاحب آپ لکھ چکے
ہیں کہ آیت فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کے ماتحت
جو حلف ہو۔ اس کے عذاب کی تعیین کرنے کی ضرورت
نہیں۔ پھر اب عذاب کی تعیین کیوں کراتے ہو۔ اگر مولوی
ابراہیم کو قسم کھانی منظور ہو۔ تو ہمارے الفاظ میں
کھالیں۔ انکو پچیس روپے انتہائی گریڈ دیا جائے گا۔
اور آپ کو دو سو روپیہ۔ کیا آپ دونوں اس کے لئے تیار
ہیں ۔

اِس موقع پر مولوی ثناء اللہ اور ابراہیم دونوں کی ترکی
تمام ہو گئی۔ اور ہمارے مطالبات کو پورا کرنے سے بالکل
عاجز ہو گئے۔ اس حالت میں جب انہوں نے دیکھا کہ لوگوں
میں ان کے خلاف گفتگو ہو رہی ہے۔ اور چہروں پر
افسوس اور ندامت کے آثار ظاہر ہیں۔ اور سب ان کے
مُنہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ تو انھوں نے اپنی ناکامی
اور نامرادی پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے گھڑے ہوئے
الفاظ میں قسم اُٹھائی۔ اور جن شرائط کے ماتحت ہم نے
قسم کا مطالبہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک بھی پوری نہ کر سکے۔

پچاس روپے والا اشتہار جس کے متعلق بار بار
مطالبہ کرنے کے باوجود بھی مولوی ثناء اللہ نے ایک
لفظ تک نہ کہا۔ اور نہ مولوی ابراہیم جو اس کا جواب
دینے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کچھ کہا۔ حالانکہ مولوی
ثناء اللہ کے کہنے پر روپے مجسٹریٹ صاحب کے ہاتھ
میں دیئے گئے تھے۔ جو اخیر وقت تک اپنے ہاتھ میں رکھے
رہے۔ اس اشتہار کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے پچاس روپیہ انعام

امرتسری فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ جس وقت
یہودیوں نے مسیح اسرائیلی حضرت عیسیٰ بن مریم کو پکڑ کر
صلیب دینا چاہا۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت جبرائیل
کو بھیجا کہ وہ مسیح کو اُٹھا کر آسمان پر لے آئے۔ چنانچہ جب
یہودا ناسعود نے یہودا اسکریوطی مسیح کے مُرتد حواری
کے ذریعہ مسیح کو ایک مکان کے اندر سے پکڑوانا چاہا۔ تو
فوراً جبرائیل نازل ہوئے۔ اور مسیح کو اس مکان کی چھت
کے سُوراخ سے نکالکر آسمان پر اُڑا لے گئے۔ اور خدا
نے یہودیوں کی خاطر کہ وہ خالی ہاتھ نہ جائیں۔ ایک
دوسرے شخص کو مسیح کا ہُو بہُو ہمشکل بناکر پکڑوا دیا۔ اور
اسی بہروپیہ کو یہودیوں نے صلیب پر لٹکا دیا۔ یہ فسانہ
عجائب اور حیرت افزا کہانی فاضل امرتسری نے اپنی
تفسیر ثنائی جلد دوم کے حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۷۰ پر بیان کی
ہے۔ پس ہم اس تعجب خیز داستان پر مولوی ابوالوفاء
امرتسری ڈبل مفسر قرآن کو مبلغ پچاس روپیہ سکہ رائج الوقت
انعام دیتے ہیں۔ اگر وہ مسجد میں کھڑے ہو کر اس انوکھی
حکایت کی تصدیق کریں۔ تو ہم انعام موعودہ بلا کسی شرط
کے قسم کھاتے ہی ان کو دینگے۔ قسم کھانے سے پیشتر
ایک شخص صرف قرآن مجید کی چند آیات معہ ترجمہ مولوی صاحب
کو پڑھکر سنا دیگا۔ جس کے بعد وہ یہ قسم کھائینگے۔

"میں خدا تعالیٰ عزوجل کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں میرا
ایمان ہے کہ قرآن مجید کی آیت ولکن شبہ لھم
سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیح کی بجائے کوئی غیر مسیح
حضرت عیسیٰؑ کا ہمشکل بنایا جاکر صلیب دیا گیا تھا
اور مسیح کو جبرائیلؑ اُٹھا کر آسمان پر لے گیا تھا۔ اگر
میں اس بیان میں اپنے دلی ایمان و ایقان کے خلاف کہتا ہوں اور
اصل حقیقت کو مخفی رکھتا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں کو

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے نیچے لاکر مورد عذاب کرے۔ آمین"

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یہ قسم نہ کھائیں۔ اور حیلہ بہانہ کرکے اس کو ٹال جائیں تو دنیا گواہ رہے۔ کہ ان کا یہ منافقانہ عقیدہ ہے۔ جس کا یقین ان کے دل نشین نہیں۔ محض لوگوں کو دہوکہ دینے اور حق کے قبول کرنے سے روکنے کے واسطے زبانی جمع خرچ ہے۔ ان کے گریز کے بعد موجودہ مولوی صاحبان میں سے بھی جو مندرجہ بالا قسم کھالے وہ بھی اپنی معاندانہ حیثیت اور مخالفانہ پوزیشن کے مطابق ۲۵ - ۵۰ - ۱۰۰ تک انعام پا سکتا ہے۔ پچاس روپیہ خاص امرتسری معاند کے واسطے ہے۔ دوسرے مولوی ابھی یہ شہرت حاصل نہیں کر سکتے۔ دیکھو ہم آپ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے اعتقاد کو بلا کسی انعام کے بحلف بیان کرتے ہیں۔ سنو ہمارا ایمان ہے کہ مسیح اسرائیلی کو یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے ان کو صلیبی موت سے حسب وعدہ انی متوفیک اور واللہ خیر الماکرین بچا کر مرفوع کر دیا تھا۔ کوئی غیر مسیح ان کا ہمشکل بنا کر صلیب پر نہیں چڑھایا گیا۔ یہ جعل سازی کر لوہے پر سونے کا ملمع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا خدا کی شان اور اسکے تقدس اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ یہ بیہودہ قصہ صریح جھوٹ ہے۔ اگر ہم اس بیان میں جھوٹے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ماتحت عذاب نازل کرے۔ آمین

دیکھا مولوی صاحب اور صاحبان! یہ ہے ایمانی جرأت۔ کیا امرتسری فاضل ایسی ایمانی جرأت اپنے اعتقاد پر دکھا سکتا ہے۔ دیدہ باید ✽

المشتہر

مسیح موعود کا ادنیٰ غلام خاکسار قاسم علی افسر تبلیغ

حلقہ قادیان۔ ضلع گورداسپور

مولویوں کا حلف سے گریز

حق پسند اور انصاف جو اصحاب بتائیں کہ کیا انہیں کبھی ایسی بات پر حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جو مولوی ثناء اللہ وغیرہ اپنے عقیدہ کے طور پر پیش نہیں کرتے ہرگز نہیں اشتہار میں جو کچھ لکھا گیا وہ وہی تھا جسے بڑے زور شور کے ساتھ یہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ابرہیم نے اسی جلسہ میں اس بات پر بڑا زور دیا کہ حضرت عیسٰی کی بجائے کسی اور شخص کو ان کا ہمشکل بنا کر صلیب پر چڑھایا گیا تھا لیکن جب اس پر حلف کا مطالبہ کیا گیا تو باوجود روپے نقد دینے کے آمادہ نہ ہوئے۔ اسکے مقابلہ میں ہمارا جو عقیدہ ہے اس پر ہم نے بغیر انکے مطالبہ کے حلف اٹھالی ہے۔

کیا حق پسند اصحاب کیلئے فائدہ اٹھانے کا یہ نہایت اچھا موقع نہیں ہے اور وہ نہیں دیکھ سکتے کہ حق کے مقابلہ میں باطل کسقدر کمزور ہوتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ اور ابراہیم کو یہ ذلت اور رسوائی ان اشتہارات کے مقابلہ میں ہوئی۔ جنہیں انعام رکھا گیا تھا اور جو دوسرے اشتہارات تھے۔ اور جنہیں متعدد مطالبات کئے گئے تھے۔ ان کا نہ یہ دونوں اور نہ کوئی دیوبندی نہ دربھنگی جواب دے سکا۔ اور اسطرح سب کو ذلیل و رسوا خائب و خاسر ہونا پڑا۔

کیا یہ حق کے غلبہ کا عظیم الشان ثبوت نہیں ہے کہ وہ لوگ جو "جمعیۃ العلماء" کے نام سے بڑے زور شور کے ساتھ اسلئے آئے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ مذہبی مسائل کا تصفیہ اور اختلاف کا سدباب کر دیں۔ انہیں سے کسی کو بھی ہمارے کسی ایک مطالبہ کو پورا کرنے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ اور ان میں سے کوئی ایک بھی وہ نقد انعام حاصل نہ کر سکا۔ جو مجسٹریٹ صاحب کے پاس رکھ دیا گیا تھا۔ اس سے بڑھکر ناکامی اور نامرادی شاید ہی ان لوگوں کو کبھی ہوئی ہو۔ حق سے پیار اور صداقت سے محبت رکھنے والے اصحاب اس سے فائدہ اٹھا سکتے اور سارے ہندوستان کے علماء کا ہمارے خلاف مجموعی حملہ کام و نامراد رہنے۔ سے سمجھ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی تائید ہمارے ہی ساتھ ہے کہ ہم باوجود تھوڑے ہونے کے کثیر التعداد دشمنوں پر ہر جگہ اور ہر میدان میں فتح پا رہے ہیں۔ بڑی بڑی تیاریوں اور کوششوں کے ساتھ یہاں جمع ہونے والوں کو اپنے تمام ارادوں اور منصوبوں میں جس طرح ناکام ہونا پڑا ہے۔ وہ نہایت ہی عبرت انگیز ہے۔ اور اگر انہیں کچھ بھی شرم و حیا باقی ہے تو اسے ہمیشہ یاد رکھینگے۔ ۲ تاریخ جس رات آئے تھے اسی رات الٹے پاؤں خاک اڑاتے ہوئے واپس چلے گئے۔ فبئس للظٰلمین بدلا +

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے۔ نہ کہ الفضل یا ایڈیٹر

اشتہار مجریہ محکمہ صاحب جج سکرٹری ریاست مالیر کوٹلہ باجلاس

مولوی محمد نواب خان صاحب سب جج

(بموجب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی)

ٹلکٹ رام ولد منشی رام بانیہ ساکن موضع گھنوری علاقہ ریاست پٹیالہ	بنام	رتن سنگھ ولد خزانہ جٹ سکنہ موضع گھنوری کلاں تحصیل فتحگڑھ
مدعی		مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۱۵۰ کلدار اصل و سود

بنام رتن سنگھ پسر خزانہ ذات جٹ سکنہ موضع گھنوری کلاں مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان مدعا علیہ کے نام بار ہا سمن جاری ہوئے۔ مگر تعمیل سمن نہیں ہوئی۔ رپورٹ تعمیل کنندہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدعا علیہ لاپتہ ہے اور دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرنے کیلئے روپوش ہے۔ لہذا تم کو بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ پیشی ۲۲ اپریل ۱۹۲۱ء حاضر عدالت ہوکر جوابدہی مقدمہ کرو۔ اگر تم حاضر نہ ہوگے۔ تو تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۲۱ء

دستخط۔ محمد نواب خان ثاقب

از محکمہ صاحب سب جج ریاست مالیر کوٹلہ۔

(اشتہار بموجب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی)

حضورا سنگھ ولد چندا سنگھ قوم جٹ سکنہ موضع فیروزپور تحصیل فتحگڑھ	بنام	سجا سنگھ ولد نرائن سنگھ قوم جٹ سکنہ ایضاً
مدعی		مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ ما عہ کلدار

بنام سجا سنگھ ولد نرائن سنگھ جٹ سکنہ فیروزپور مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں تم مدعا علیہ سجا سنگھ اپنے مسکن سے غیر حاضر ہو۔ اور تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو۔ جیسا رپورٹ تعمیل کنندہ سے ظاہر ہے۔ لہذا تم کو بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ بتاریخ پیشی ۷ اپریل ۱۹۲۱ء حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ کرو۔ اور اگر تم حاضر نہ ہوگے تو تمہاری برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جائیگی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۲۱ء

دستخط۔ محمد نواب خان ثاقب

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)